روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | جمعرات ۲۲ صفر ۱۴۱۱ھ، ۱۳ تبوک ۱۳۶۹ ہش، ۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۵۸

اخلاقِ حسنہ

"دعوت الی اللہ کے لئے بہت اہم کام یہ ہے کہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کریں تاکہ آپ کی ذات دنیا بھر کے لئے مجسم نمونہ بن جائے۔ آج دنیا کو جب بھی دین کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمیں کیا دیں گے۔ اس لئے بہت ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ آپ اخلاقِ حسنہ سے مزیّن ہوں۔"

(خطبہ جمعہ ۲۲ جون ۱۹۹۰ء)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یادرکھو اللہ تعالیٰ کا اجتبا اور اصطفا فطرتی جوہر سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے۔ گذشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اس کا سچّا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخش دیتا ہے اور پھر اس کو کبھی شرمندہ نہیں کرتا۔ نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ یہ کس قدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایک دفعہ درگزر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۷۶)

"بہت سے لوگ جو اہل وعیال کا تہیّہ کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم وغم اسی پر آکر ختم ہو جاتے ہیں کہ ان کی اولاد ان کے بعد اُن کے مال واسباب اور جائیداد کی مالک اور جانشین ہو اگر انسان کی خواہش اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لئے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے۔ اس کو اس سے کیا فائدہ؟ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا کہ اس کی جائیداد کا کون مالک ہوا ہے۔ اور اس سے اس کو کیا آرام پہنچے گا۔ اس کا تو قصّہ پاک ہو چکا اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لئے ایسے ہم وغم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنّمی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۸۰)

ہم ہر روز رحیمیت اور رحمانیت کے جلوے دیکھتے ہیں

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الثالثؒ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے)

"اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ جب تک میری رحیمیت کا جلوہ تمہاری تدبیر کے ساتھ نہیں ہوگا تم کامیاب نہیں ہو سکتے اسی طرح ہمیں اپنی زندگیوں میں، اپنے ماحول میں بھی یہ نظر آتا ہے کہ کبھی تو تدبیر ہی نہیں سوجھتی کہ کیا کریں کیا نہ کریں۔ کبھی ساری تدبیریں کر لینے کے بعد بھی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ خدا اس وقت اپنے بندے کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ میرا فضل اگر تم نے حاصل کرنا ہے تو میری صفتِ رحمانیت کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہو۔ دوسری صفات کا جلوہ میں تمہارے لئے نہیں دکھاؤں گا۔ ایسے بندے کو رحمان کی طرف جھکنا چاہیئے اور اس وقت جو دعا ہوگی دراصل تدبیر کا حصہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ دعا مادی تدبیر کی کامیابی کے لئے نہیں بلکہ یہ دعا تو ایک عاجز بندے کے عجز کا اظہار ہے بندہ اس خدائے رحمان کے دروازے کے پاس جا کے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رحمان خدا! میں نے دعائیں بھی کر لیں، میں نے تدبیر بھی کر لی مگر ناکامی ہے کہ مجھے چھوڑتی نہیں۔ اب میں تیرے پاس آیا ہوں۔ جس طرح تو نے پہلے رحمانیت کے جلوے مجھے دکھائے اب بھی دکھا۔ تو یہ وہ دعا نہیں جو تدبیر کا حصہ بنتی ہے بلکہ محض عاجزی کا، بے بسی کا اظہار ہے کہ تدبیر بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ تدبیر کے نتیجہ خیز ہونے کی دعا بھی رد ہو گئی بلا استحقاق دے۔ اے میرے رحمٰن خدا۔ اور بہت ہیں جو اس طرح خدائے رحمان کی رحمانیت کے جلوے دیکھتے ہیں۔ ہم ہر روز اپنی زندگیوں میں، اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنی جماعت میں۔ اپنی دنیا میں جس میں ہم اپنی زندگی گزار رہے ہیں رحیمیت اور رحمانیت کے جلوے دیکھتے ہیں اور زندہ خدا کی زندہ تجلیات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے جلووں کے مشاہدہ کی توفیق اور معرفت عطا کرے وہی لوگ ہیں جو توحید خالص پر قائم ہیں۔"

(۷ جون ۱۹۷۸ء)

○ ۸ جون ۱۹۹۰ء کو بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی بھتیجی عزیزہ فائزہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم ادریس نصر اللہ خاں صاحب کے نکاح کا اعلان اپنے تایا زاد بھائی مکرم محمود نصر اللہ خان صاحب کے بیٹے عزیزم شاہد نصر اللہ خان ساکن کینیڈا کے ساتھ دس ہزار ڈالر حق مہر پر کیا۔

دونوں بچے محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب (جو صدر انجمن احمدیہ کے پہلے ناظر اعلیٰ تھے) کی اولاد میں سے ہیں۔ بچی حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی پڑنواسی۔ چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب سابق امیر جماعت کراچی کی پوتی اور محترم چوہدری عبد الحمید صاحب انجینئر سابق جنرل منیجر واپڈا کی نواسی ہے۔

○ مکرم مبارک احمد صاحب شاہد مقیم مغربی جرمنی ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب اسلم دار الیمن وسطی ربوہ کا نکاح عزیزہ آنسہ پروین صاحبہ بنت مکرم محمد افتخار احمد صاحب سنوری مقیم مغربی جرمنی سے بعوض دس ہزار مارک حق مہر پر مکرم عبد الباسط صاحب طارق مربی سلسلہ احمدیہ نے مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۹۰ء کو بیت فضل عمر ہمبرگ میں پڑھا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

ربوہ سٹیشن کا فون نمبر

ربوہ ریلوے سٹیشن پر فون لگ گیا ہے اس کا نمبر ۹۸۵ ہے شہریوں نے اس سہولت پر سٹیشن ماسٹر مکرم سید امیر حیدر صاحب کا شکریہ ادا کیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۱۳، تبوک ۱۳۶۹ ہش ۱۳، ستمبر ۱۹۹۰ء

اعلیٰ اخلاق کی حفاظت

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتب و تحریرات میں اخلاقی اصولوں پر عمل کرنے اور ان کا اعلیٰ معیار قائم کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

"بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ"۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں۔ کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں۔ سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو ٹھٹھا۔ ہنسی۔ کینہ پروری۔ گندہ زبانی۔ لالچ۔ جھوٹ۔ بدکاری۔ بدنظری۔ بدخیالی۔ دنیا پرستی۔ تکبر۔ غرور۔ خودپسندی۔ شرارت۔ کج بحثی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملیگا"۔

حضور اقدس (اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر ہوں) کے ان ارشادات اور حضور کی تربیت کا یہ اثر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے عمومی طور پر جماعت احمدیہ میں اخلاق کا معیار بلند ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے اس معیار کو عالمی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاؤں میں ڈپٹی کمشنر بغرض تفتیش آیا۔ اس کی تسلی نہ ہوتی تھی۔ کافی دیر گزر گئی۔ اچانک اس کو خیال آیا وہ بولا۔ اس گاؤں میں کوئی احمدی ہے اسے بلایا جائے۔ وہ جو کہے گا میں اسے درست تسلیم کر لوں گا۔ چنانچہ اس احمدی کو بلایا گیا اور اس کی شہادت پر معاملہ کا تصفیہ ہوا۔

یہ اعلیٰ اخلاق احمدیت کی نہایت قیمتی دولت ہیں۔ اس کی بڑی احتیاط سے حفاظت کی جانی چاہیئے۔ ہر احمدی کو اپنے اپنے دائرہ میں یہ بات غور اور توجہ سے نوٹ کرتے رہنا چاہیئے کہ اعلیٰ اخلاق کے اس بلند معیار سے ہم کہیں نیچے تو نہیں آ رہے اور جہاں کمزوری نظر آئے وہاں سب سے پہلے دردمندانہ اور عاجزانہ دعاؤں سے اور پھر دلی درد سے بھرپور انداز میں نرمی اور محبت سے تلقین کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔

اعلیٰ اخلاق جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہیں۔ ہم یہ امتیاز ہر قیمت پر قائم رکھیں گے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

تیرے خیال میں گر زندگی گزر جائے
مجھے یقیں ہے مری عاقبت سنور جائے
خطا معاف میں اپنی خطا سے واقف ہوں
مری خطا پہ نہ اغیار کی نظر جائے

—— ابوالاقبال ——

بے بسی اور بے کسی سی ہے
یہ بھی تو ایک زندگی سی ہے

زندگی کی کریں تمنّا کیا
یہ تمنّا تو عارضی سی ہے

عشق نے بار بار دوہرائی
وہ کہانی جو اَن کہی سی ہے

مُدّتوں آشنا رہی جو نظر
وہ نظر کیسی اجنبی سی ہے

زندگی تیری آرزو کے بغیر
اِک شبِ بے چراغ کی سی ہے

آدمی کا جو خُون پیتا ہے
اُس کی صُورت بھی آدمی سی ہے

آسماں جُھک گیا زمیں پر کیوں
آہ کوئی دُبی دَبی سی ہے

مُدّتیں ہوگئی ہیں ان سے ملے
آج بھی اک غنودگی سی ہے

دلِ ناداں نے آپ کو چاہا
دلِ ناداں کی سادگی سی ہے

پیار کے رشتے توڑنے والو
آج بھی تم سے دوستی سی ہے

کِھل اُٹھی ہے کلی کلی ناہیدؔ
دل ہے اور دل کی بے کلی سی ہے

عبدالمنان ناہیدؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

نئی دُنیا

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ۱۹۴۱ء میں ریڈیو پر ایک تقریر کی تھی۔ یہ تقریر ایسے بامعنی نکات کا مجموعہ ہے کہ آج بھی اقوام کے لئے رہنمائی کا موجب بن سکتا ہے۔ اس تقریر کا مکمل متن درج ذیل ہے
ادارہ

اس وقت مشرق و مغرب میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ موجودہ جنگ کے بعد ایک نئی دنیا کی بنیاد ڈالی جائے ایک طرف محوری طاقتیں دعویدار ہیں کہ وہ ایک نئے نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ دوسری طرف جمہوریتیں اس بات کا اعلان کر رہی ہیں کہ اس جنگ کے بعد وہ ایک نئی دنیا بسانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ موجودہ دنیا کے بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے۔ کیا موجودہ نظام کسی خارجی طاقت نے دنیا کے سر زبردستی منڈھ دیا تھا کہ اب اس کے بدلنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ یا دنیا غفلت و نسیان کی گھڑیوں میں اپنے پہلے اچھے راستے کو بھول کر کسی ایسے راستے پر چل پڑی تھی۔ جو خرابی پیدا کرنے والا تھا اور اب اسے دوبارہ اپنے اصل مقام کی طرف لوٹ کر آنے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ یا یہ کہ جس مقصد کو اس زمانے کے لوگوں نے اپنے لئے چنا تھا۔ اس کی خرابی اب ان پر واضح ہو گئی ہے اور اب وہ ایک نئے مقصد کی تلاش کے درپے ہو رہے ہیں۔

جہاں تک علمی اور مادی ترقی کا سوال ہے، آج کی دنیا سابق دو تین سو سال کی دنیا سے یقیناً بڑھ کر ترقی یافتہ ہے۔ علم پہلے سے زیادہ ہے۔ صنعت و حرفت کی ترقی پہلے سے زیادہ ہے۔ تجارت پہلے سے زیادہ ہے۔ ایجادات کا باب وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ غرباء کے حقوق کا پہلے سے بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ زمین کے مخفی خزانوں پر پہلے سے کہیں زیادہ انسان کو تصرف حاصل ہے غرض دولت اور حصول دولت اور تقسیم دولت تینوں امور میں آج کا انسان آج سے دو سو سال پہلے کے انسان سے بہتر حالت میں ہے۔ پھر تبدیلی کی خواہش دنیا میں کیوں پیدا ہو رہی ہے۔

برسرپیکار قوموں ہی کو دیکھ لو۔ کیا آج کا جرمنی علم۔ آزادی۔ دولت اور طاقت میں گزشتہ صدی کے جرمنی سے کم ہے۔ کیا آج کا اٹلی گزشتہ صدی کے اٹلی سے ان باتوں میں پیچھے ہے۔ کیا آج کا جاپان گزشتہ صدی کے جاپان سے ان باتوں میں پس ماندہ ہے۔ یقیناً نہیں۔ ان ممالک کی گزشتہ تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ گزشتہ صدی کے جرمنی۔ اٹلی اور جاپان موجودہ جرمنی۔ اٹلی اور جاپان کے مقابلہ میں ایسے ہی تھے جیسے کہ ایک سمندر کے مقابل پر تالاب۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان ترقی یافتہ ممالک کو کیا بے چینی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے ہمسایہ ممالک سے الجھنا چاہتے ہیں۔ ان ممالک کی اندرونی حالت تو بتا رہی ہے کہ اس کی درستی کی خاطر یہ شور و شر نہیں مچایا جا رہا۔ یہ بے کلی یقیناً اپنی گزشتہ حالت پر نظر کرتے ہوئے پیدا نہیں ہو رہی۔ بلکہ بعض ان دوسرے ممالک کو دیکھ کر پیدا ہو رہی ہے۔ جو گزشتہ سو سال میں ترقی کر کے عالمگیر وسعت حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں یہ شکوہ نہیں۔ جیسا وہ ظاہر کرتے ہیں کہ اُن کے لئے رہنے کو جگہ نہیں۔ بلکہ یہ گلہ ہے کہ انہیں دوسری اقوام پر حکومت کرنے یا اُن کے حالات میں تصرف کرنے کے ویسے سامان میسر نہیں، جیسے کہ بعض دوسری اقوام کو حاصل ہیں۔ اگر محض رہنے کی جگہ کا سوال ہوتا تو ایک ہی وقت میں جگہ کی تنگی کی شکایت اور افزائش نسل کی تدابیر پر زور نہیں دیا جاتا جن اقوام کے پاس جگہ تنگ ہوتی ہے وہ نسل کو کم کرنے کی تدبیریں نہ کریں تو نہ کریں۔ لیکن وہ نسل کو بڑھانے کے لئے غیر معمولی ذرائع کبھی اختیار نہیں کرتیں مگر یہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جرمنی اور اٹلی نہایت زور سے اور جاپان ایک حد تک اپنی آبادی کے بڑھانے کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔

یہ افزائش نسل کی کوششیں بتاتی ہیں کہ ان ممالک کی اصل تکلیف یہ نہیں کہ ان کے پاس رہنے کو جگہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ بعض دوسری اقوام کی طرح وہ بھی بعض اور اقوام پر حکومت کرنے کی خواہش مند ہیں۔ اور ان اقوام کی سیاسیات میں اپنے اثر اور رسوخ کو بڑھانا چاہتی ہیں۔

جن قوموں میں علم۔ طاقت اور بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اُن کو موجودہ حالات میں اس خواہش سے روکنا ناممکن ہے۔ طاقت کے ساتھ یہ خواہش دبائی تو جا سکتی ہے۔ مٹائی نہیں جا سکتی۔

گزشتہ عالمگیر جنگ کے بعد لوگوں نے خیال کیا تھا کہ شائد جنگ کے امکانات ایک لمبے عرصہ تک کے لئے مٹا دیئے گئے ہیں۔ لیکن واقعات نے اس کے اُلٹ ثابت کیا۔ اور جب تک دماغوں میں علوم۔ دلوں میں خواہشات اور افکار میں جبر و زبردستی کی لہریں اُٹھ رہی ہیں، اور جب تک ان بیدار طاقتوں کو نظر آ رہا ہے کہ بعض حکومتیں بعض دوسرے ممالک کو اپنے تابع فرمان رکھ کر اقتصادی اور سیاسی فوائد حاصل کر رہی ہیں۔ اس وقت ان سے یہ امید کرنا کہ وہ چپکی بیٹھی رہیں۔ اور اپنے خوش قسمت ہمسایوں کی تقلید سے باز رہیں۔ ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو گا۔

پس ایک ایسی دنیا کی تعمیر جو گزشتہ سے مختلف ہو اور جو امن و سکون کی بہاریں دکھائے۔ مادّی تبدیلیوں سے ممکن نہیں۔ اس کے لئے قانون کی نہیں بلکہ دلوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ معاہدات کی درستی سے اس بارے میں کوئی فائدہ نہ ہو گا یہ کام تو اخلاق کی صفائی کا محتاج ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ملکوں اور قوموں کے حالات میں خرابی اسی وقت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو اخلاقی ذمہ داریوں سے آزاد سمجھنے لگ جاتی ہیں۔ حالانکہ جس طرح افراد پر اخلاقی ذمہ داری ہے۔ ویسے ہی قوموں پر بھی ہے۔ جس طرح ایک فرد کے لئے لالچ۔ حرص۔ ظلم۔ جھوٹ نقصان دہ ہیں۔ اسی طرح قوموں ملکوں اور حکومتوں کے لئے بھی یہ امور ناپسندیدہ ہیں۔ جس طرح ایک فرد کے لئے اگر وہ اچھے اخلاق پیدا کرنا چاہے اور سوسائٹی کا مفید رکن بننا چاہے۔ یہ ضروری ہے کہ وہ کمزوروں کی امداد کرے۔ اور ان کے لئے ترقی کے سامان پیدا کرے اور اپنے بھائی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیر نہ سمجھے اسی طرح قوموں اور ملکوں اور حکومتوں کے لئے بھی ان امور کی ویسی ہی ضرورت ہے، اور جب تک دنیا کی اقوام اور حکومتیں اس اصل کو مدنظر نہ رکھیں گی۔ کبھی دنیا میں امن قائم نہ ہوگا، اور وہ نئی دنیا جس کے بنانے کی خواہش دلوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ کبھی وجود میں نہ آئے گی۔

اس جنگ کو دیکھ لو جو اس وقت لڑی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہے۔ کہ بعض ملک اپنی ذاتی ترقی پر قانع نہیں، وہ چاہتے ہیں کہ اپنے ملکوں اور اپنی سرحدوں سے باہر اور دور جا کر دوسرے ملکوں اور دوسری قوموں پر حکومت کریں۔ اور ان کی دولت اور مال سے فائدہ اٹھائیں۔ اس خواہش کو سوائے دلوں کی اصلاح اور اخلاق کی درستی کے کون سی چیز دبا سکتی ہے۔ طاقت سے اگر یہ خواہش دبا بھی دی جائے تو پھر کچھ سال کے بعد دوبارہ کسی اور شکل میں اور شاید کسی اور قوم میں یہی خواہش پھر ظاہر ہو جائے گی۔ لیکن اگر دنیا یہ فیصلہ کر لے کہ سب کی سب اقوام انسانی افراد کی طرح اپنے آپ کو اصولِ اخلاق کے تابع سمجھیں گی۔ اور ان پر اس طرح کاربند ہوں گی جس طرح کہ انسانی افراد کی نسبت اُمید کی جاتی ہے کہ وہ کاربند ہوں "تو یقیناً" ملک گیری کی ہوس نہ صرف ایک قوم کے دِل سے بلکہ سب قوموں کے دل سے اور نہ صرف ایک وقت کے لئے بلکہ ایک لمبے عرصہ تک کے لئے نکل جائے گی۔

وہ مقدس کتاب جس کے پیروؤں میں ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔ اس بارے میں نہایت لطیف تعلیم دیتی ہے۔ وہ فرماتی ہے ....

یعنی چاہیئے کہ کوئی قوم اس دولت اور طاقت اور سامانوں کی فراوانی کی طرف جو دوسری بعض اقوام کو حاصل ہوں، آنکھیں اُٹھا اُٹھا کر نہ دیکھے۔ یہ تو سب کچھ ورلی زندگی کی زیبائش کی اشیاء ہیں۔ اور ان کی پیدائش کی غرض صرف یہ ہے کہ اُن کے ذریعے سے اقوام کی اندرونی قابلیتوں کو ظاہر کیا جائے۔ اور خدا تعالےٰ نے جس ملک کی ترقی کے لئے جس رنگ میں سامان پیدا کئے ہیں، وہی ان کے لئے اچھے اور دیرپا ہیں۔ یعنی ہر قوم اور ہر ملک کے لئے الگ الگ سامان ذاتی قابلیتوں کے اظہار کے لئے موجود ہیں، تو پھر قوموں کو ایک دوسرے پر تصرّف پیدا کر کے ان کے معاملات میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔

اسی طرح وہی مقدس کتاب فرماتی ہے ....

یعنی اس عورت کی طرح مت بنو جو سُوت کات کات کر ڈھیر کرتی رہی اور جب ایک اچھی مقدار سُوت کی جمع ہوگئی تو بجائے اس سے کپڑا بنانے کے اس نے اس سُوت کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور سُوت کے فائدے سے بھی گئی، اور روزی کا نفع بھی اسے حاصل نہ ہوا۔ گویا اس کی کوشش اور محنت اور مال سب ہی اکارت گئے۔ یہ مقدس کتاب فرماتی ہے کہ یہ مثال اُن قوموں اور ملکوں کی ہے جو آپس میں معاہدات کرتے ہیں۔ اور بظاہر دنیا میں امن قائم کرتے ہیں۔ لیکن بعد میں ان معاہدات اور جدید تعلقات کے ذریعے سے اپنی معاہد قوم سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے اندرونی نظام میں رسوخ اور نفوذ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے دلوں میں کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور گو ایک قوم طاقتور اور دوسری کمزور ہو جاتی ہے۔ مگر وہ اتحاد جو معاہدات کی اصل غرض ہے، پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے پیدا ہونے کا امکان بھی مٹ جاتا ہے جس طرح دھاگے کو اگر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ دیا جائے تو اس سے گرہ باندھنے کا کام ناممکن ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں امن قائم رہے تو اس قسم کے معاہدات بالکل نہ کرو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارے معاہدات کی غرض اقوام کے رشتہ کو مضبوط کرنا ہو، اور کمزور قوموں کو ابھارنا ہو، ان کو اور کمزور کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا مدّنظر نہ ہو۔

یہ دونوں ایسے زرّیں اصول ہیں کہ ان کو مدّنظر رکھتے ہوئے دنیا فسادات سے بالکل محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور ایک ایسی دنیا کی بنیاد رکھی جاتی ہے کہ جو موجودہ دنیا سے بالکل نئی، فتنوں سے پاک اور امن اور صلح کے سامانوں سے پُر ہو۔

غرض ایک نئی دنیا صرف سیاسیات اور موجودہ حالات کی معمولی درستی سے کسی صورت میں پیدا نہیں کی جا سکتی ایسی تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی اور فساد اگر آج مٹایا جائے گا تو کل پھر پیدا ہو گا۔

اس نئی دنیا کی بنیاد صرف اور صرف اخلاق فاضلہ پر ہی رکھی جا سکتی ہے۔ اور اس وقت رکھی جا سکتی ہے جب کہ بنی نوع انسان یہ فیصلہ کر لیں۔ کہ اقوام اور حکومتیں بھی اخلاق کی حکومت کے تابع رہیں گی اور مختلف ناموں اور مختلف بہانوں سے غیر قوموں اور غیر ملکوں کو کمزور کر کے اپنی قوت بڑھانے کی کوششوں کو کلی طور پر ترک کر دیں گی۔ جب تمام بنی نوع انسان اس مسلک کو اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیں گے۔ اور جن سے یہ غلطی ہو چکی ہے وہ اس کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ تب یقیناً ایک ایسا نظام دنیا میں قائم ہو گا جو پائیدار بھی ہوگا اور پُرامن بھی۔ اور جس میں چھوٹی چھوٹی اور بڑی قومیں اور کمزور اور زبردست قومیں یکساں امن سے بسر کر سکیں گی۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ حرص اور لالچ جو اس وقت دنیا کے امن کو برباد کر رہے ہیں ان کا قلع قمع کرنے کے لئے مناسب تدابیر کی جائیں۔ ان تدابیر کو اختیار کر کے دلوں کے اندر وہ صفائی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جس کا پیدا ہونا نئی دنیا کے ظہور کے لئے ضروری ہے۔ یہ تدابیر مندرجہ ذیل ہیں۔

اوّل۔ چاہیئے کہ سُود کو دنیا سے بالکل مٹا دیا جائے۔ کیونکہ ایک تو سُود کے کاروبار نے مال جمع کرنے اور بڑھانے کی حرص کو حد سے زیادہ بڑھا دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب حرص بڑھ جائے تو پھر اس کو حد میں رکھنا ناممکن ہوتا ہے۔ اور ایسی بڑھتی ہوئی حرص ہی قوموں پر قوموں کی چڑھائیوں اور ظلمتوں کا موجب ہوتی ہے۔ پھر سُود کے ذریعے سے دنیا کی دولت چند ہوشیار لوگوں کے ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور ایک تو خود اُن کے ملک کا بہت سا حصہ غربت اور افلاس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے جب اُن کے اپنے ملک میں ترقی کے ذرائع محدود ہو جاتے ہیں، تو پھر سُود خور لوگ اپنی اپنی حکومتوں پر تصرّف حاصل کر کے غیر قوموں کو لُوٹنے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح فساد اور جنگ کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

میرے نزدیک دنیا کے تاریک ترین دنوں میں سے ایک وہ دن بھی تھا جبکہ مختلف اقوام نے یہ قرار دیا کہ سُود دو قسم کا ہوتا ہے۔

ایک وہ جو غریبوں سے لیا جاتا ہے۔ یہ تو ناجائز ہے اور دوسرا وہ جو تجارتی کاروبار کے لئے ہو۔ یہ البتہ جائز ہے۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ دونوں قسم کے سُود ناجائز ہیں اور لعنت ہیں۔ جو سُود غریبوں سے لیا جاتا ہے۔ وہ افراد کے لئے لعنت ہے۔ اور جو تجارتی کاروبار کے لئے لیا جاتا ہے۔ وہ قوموں اور حکومتوں کے لئے لعنت ہے۔ اس سُود کی وجہ ہی سے موجودہ زمانے کی اکثر جنگیں لڑی گئی ہیں۔ اور یہی سُود جنگ کو مالداروں کا مشغلہ بنائے رکھتا ہے۔ اسلام نے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ان دونوں قسموں کو الگ الگ بیان کر کے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ سُود بھی حرام ہے جو غریبوں سے لیا جاتا ہے اور وہ بھی جو تاجروں۔ کارخانہ داروں۔ اور دیگر بڑے لوگوں کو روپیہ دے کر لیا جاتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم نے صاف فرما دیا تھا کہ ایسے سُود کا نتیجہ جنگ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانے کے حالات نے اس سچائی کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔

میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلام تجارتی کاروبار سے نہیں روکتا۔ بلکہ تجارتی کاروبار اور شراکتوں کے لئے ایسے اصول اسلام نے وضع کر دیئے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے افراد اور قومیں سُود کی مضرتوں سے محفوظ رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ انفرادی اور قومی فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

دوسرے۔ چاہیئے کہ روپیہ جمع کرنے کے امکانات کو کم کیا جائے۔ کیونکہ ان سے بھی حرص بڑھتی ہے۔ اور چند افراد کو قوموں اور ملکوں پر بغیر ذاتی قابلیّت کے حکومت کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ جس شخص کے پاس روپیہ کی صورت میں دولت ہو۔ اس کے راس المال پر نہ کہ اس کے نفع پر حکومت ٹیکس لگا دے۔ اس طرح ایک طرف تو لوگ روپیہ جمع کرنے کی عادت کو چھوڑنے پر مجبور ہوں گے۔ اور روپیہ بیکار پڑا رہ کر ملک کی مالی حالت کی خرابی کا اور چند افراد کی ناجائز طاقت کا موجب نہ ہوگا۔ اور دوسری طرف اس ٹیکس کی آمد قوم کے کمزور حصہ کو ترقی دینے میں صرف ہو کر تمام قوم کی ترقی اور مضبوطی کا باعث ہوگی۔

تیسرے۔ یہ قانون جو بعض ممالک میں رائج ہے کہ ورثہ صرف بڑے لڑکے کو ملتا ہے۔ اس سے بھی مصنوعی ذرائع سے بعض افراد کو طاقت ور بنا دیا جاتا ہے۔ اور ایک طرف تو جھوٹے تفوق کا خیال بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف چند افراد کو نسلاً بعد نسلٍ ایسی قوت دے دی جاتی ہے جو ان کو دوسرے بنی نوع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان پر ناجائز حکومت کرنے کا موقع دیتی ہے۔ یہ اور اس قسم کے تمام قانون جو وراثت کو محدود کرتے ہیں۔ بالکل منسوخ ہونے چاہئیں۔ تاکہ مال اور طاقت بعض خاص افراد کا حق بن کر نہ رہ جائیں۔ اور اگر کسی وقت کوئی شخص مال اور دولت میں ترقی کرے، تو اس کی دولت اور اس کا مال اس کے بعد لازماً اس کی تمام اولاد اور دیگر ورثاء میں تقسیم ہو کر اس خاندان کو دوبارہ اپنے سے چھوٹے خاندانوں کی صف میں لا کھڑا کرے۔ یہاں تک کہ ایک دو نسلوں میں وہ باقی لوگوں کی طرح ہو جائیں۔ اور ان میں سے وہی لوگ ترقی کریں جو ذاتی قابلیت رکھتے ہوں۔ اور اُن کی ترقی ان کے ملک اور باقی دنیا کے لئے مفید ہو۔

چوتھے۔ تمام بنی نوع انسان کے برابر قرار دیا جائے۔ اور کسی نسل اور قوم کو دوسری نسلوں اور قوموں سے برتر تسلیم نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں بھی ایک قوم کو دوسری قوم پر اور ایک نسل کو دوسری نسل پر حکومت کرنے یا حاصل شدہ حکومت کو قائم رکھنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔

پانچویں۔ سب حکومتوں کا فرض قرار دیا جائے کہ وہ تمام افراد ملک کے کھانے۔ کپڑے۔ مکان اور تعلیم کی ذمہ دار ہوں۔ تاکہ وہ ہزاروں قابل روحیں جو پہاڑ کی وادیوں میں پیدا ہوتے والے پھولوں کی طرح بغیر اپنی قابلیت کا جوہر دکھائے دنیا سے گذر جاتی ہیں۔ انہیں اپنی قابلیتوں کے جوہر دکھانے کے مواقع حاصل ہوں۔ اور دنیا فطرت کے ان قیمتی خزانوں سے فائدہ اٹھا سکے۔ اور حکومت۔ طاقت اور اختیارات صرف چند خاندانوں یا افراد کا حق نہ بنے رہیں۔

چھٹے۔ نقد روپے کے عوض تجارت کے طریق کو جہاں تک ہو سکے محدود کیا جائے۔ اور تبادلہ اشیاء کے طریق کو زیادہ سے زیادہ رائج کیا جائے۔ تاکہ مالدار اقوام غریب ملکوں کی دولت کو سستے داموں نہ لوٹ سکیں۔

اگر ان چھ اصولوں پر عمل کیا جائے تو اس سے انسانی ذہن میں ایسی تبدیلی پیدا ہونی ممکن ہے جو اسے لالچ اور حرص سے آزاد کر دے۔ اور اقوام آپس میں محبت اور پیار سے رہ سکیں۔

لیکن چونکہ باوجود پوری احتیاط کے پھر بھی بعض دفعہ خرابی کہیں نہ کہیں سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس نئی دنیا کو دوام اور ثبات عطا کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آئندہ سب حکومتیں اور قومیں اس نفسی نفسی کی پالیسی کو جو اَب رائج ہے۔ ترک کر دیں۔ اور سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ بعید ترین اور کمزور ترین ملک پر بھی اگر کوئی اور ملک حملہ کرے گا تو وہ اوّل تو بیچ بچاؤ کر کے صلح کرانے کی کوشش کریں گی۔ اور اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو اپنی ساری فوجی طاقت کے ساتھ ظالم کو ظلم سے روکنے کی کوشش کریں گی۔ جب تک تمام یا اکثر حکومتیں اس ذمہ داری کو قبول نہ کریں گی، ظلم دور نہ ہوگا۔ اگر منچوریا اور ایسے سینیا کی جنگوں کے موقعہ پر دنیا کی حکومتیں اپنی ذمہ داری کو سمجھتیں اور ادا کرتیں تو آج کی جنگ کبھی نہ ہوتی۔ اور جو نقصان دنیا کو آج ہو رہا ہے اس وقت اس سے ہزاروں حصے کم نقصان اٹھا کر امن ایک لمبے عرصہ کے لئے قائم کر دیا جاتا۔

بغیر ان تدابیر پر عمل کرنے کے ایک نئی دنیا کے بنانے کا خیال محض ایک وہم ہے جو کسی صورت میں پورا نہیں ہو سکتا مگر اصل اور یقینی ذریعہ جس سے ایک نئی دنیا پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور جس میں یہ سب تدابیر اور ان کی تمام تفاصیل شامل ہیں یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان اس خدائے قدیر و حکیم کی طرف جھکیں جو دنیا کا پیدا کرنے والا ہے اور جو انسان کی پیدائش کی غرض کو خوب جانتا ہے۔ اور اس سے عرض کریں کہ اے رحمتوں اور فضلوں والے خدا تو نے ہم کو ہر قسم کے آرام اور راحت کے سامان بخشے تھے۔ مگر ہم نے ان سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اُن ہی سامانوں کو اپنے لئے زحمت اور عذاب کا سبب بنا لیا۔ اَب تُو ہم کو رحمت کی نظر سے دیکھ۔ ہم اپنے ہاتھوں کے کئے سے بیزار ہو کر تیری طرف اور صرف تیری طرف جھکتے ہیں۔ اور تیری خاص توجہ کا اقرار کرتے ہوئے تجھ سے التجاء کرتے ہیں کہ تُو ہم پر اپنا فضل اور رحم فرما۔ اور اس دنیا کو ہمارے لئے آرام اور سکون کی جگہ بنا دے۔ اور وہ نیا نظام قائم کر دے جس سے ہمارے یہ دُکھ دُور ہو جائیں اور اگر اس نظام کے قیام کا سامان تُو نے پیدا کر دیا ہے تو ہماری توجہ اس طرف پھرا دے۔ اور ہمیں اس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخش۔

مرسلہ مکرم شیخ عبدالماجد صاحب۔ لاہور

یاد رفتگان

شازیہ مبارک

محترم میاں محمد صدیق صاحب

بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی وفات کے بعد بھی اُن کی نیکی، خلوص اور پیار کی مٹھاس اُن کے عزیز و اقارب اور ملنے والوں کے دلوں کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔ ایسے ہی افراد میں سے ہمارے لالہ جی بھی تھے۔ ہمارے پیارے دادا جان جن کو سارے خاندان والے بلکہ محلہ کے سب لوگ بھی لالہ جی کے نام سے جانتے تھے۔

جب اُن کی وفات ہوئی اس وقت اگرچہ میں بہت چھوٹی تھی لیکن انہوں نے مجھے اتنا پیار دیا کہ ان کی شفقت کے سائے میں گزارے ہوئے چند سالوں کی انمٹ یادوں کی وجہ سے آج میں نے اُن کی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اُن کی شخصیت کے بارے میں جو ایک بات ہمیشہ ہمیں یاد رہے گی وہ اُن کا بااصول اور وقت کا پابند ہونا تھا۔ اُنہوں نے اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھے طریق پر کی۔ اگرچہ اس کیلئے ان کو کافی حد تک سختی بھی کرنا پڑتی تو وہ کرتے تھے۔ وقت کے اس حد تک پابند تھے کہ آخری عمر تک وہ اپنے معمولاتِ زندگی پر سختی سے عمل پیرا رہے۔

صبح کی نماز پر اگر وہ کسی بچے کو دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور اُس سے بہت پیار کرتے۔ وہ ہر روز صبح صبح ہمارے گھر تشریف لاتے اور کافی دیر تک ہم سے باتیں کرتے۔ میں اس وقت سکول میں داخل بھی نہ ہوئی تھی وہ مجھے جھولا جھلاتے وقت ساتھ ساتھ پڑھاتے بھی جاتے۔ میرے قرآن شریف ختم کرنے پر جتنی خوشی ان کو ہوئی شاید کسی کو نہ ہوئی ہوگی۔

بچوں کو اتنا پیار کرتے کہ وہ جب بھی باہر جاتے تو بچے ان کے ارد گرد جمع ہو کر "لالہ جی آگئے" کہتے اور لالہ جی اُن سے باتیں کر کے بہت خوش ہوتے۔ وہ بچوں میں سے مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتے اور ہر روز مجھے بازار سے کر جاتے اور سارا راستہ کچھ نہ کچھ سکھاتے رہتے مثلاً سبق آموز کہانیاں وغیرہ۔

اُن کی ذات میں رعب اور پیار کا حسین امتزاج تھا۔ ان کی ساری اولاد اُن کی انتہائی فرمانبردار تھی اور انھوں نے ان کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔ آخر میں میرے لالہ جی کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

مبارک احمد طاہر مربی سلسلہ ــــ روکوپور سیرالیون

چھوٹی سی بات

بات تو چھوٹی سی ہے مگر دل چاہتا ہے کہ اسے خدمت کے ایک مثالی واقعہ کے طور پر محفوظ کر لیا جائے اور احباب جماعت سے بھی اس کا تذکرہ کیا جائے۔

ہوا یوں کہ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۹۰ء کو ہمارے احمدیہ کلینک روکوپر (سیرالیون) میں ایک عیسائی خاتون خاتون اپنی کار پہ بچے کے علاج کے لئے آئیں اور کار کو عمارت سے قدرے فاصلے پر کھڑا کیا۔ ڈاکٹر نصیر الدین صاحب میڈیکل آفیسر انچارج نے توجہ اور محنت سے بچے کا معائنہ کیا۔ بیماری تشخیص کی اور دوائی دی۔ اسی دوران میں اچانک شدید بارش شروع ہو گئی اور دیر تک ہوتی رہی۔ ایسے میں اس خاتون کے لئے بغیر چھتری کے کار تک واپس جانا مشکل ہو گیا اور چھتری موقعہ پر موجود نہیں تھی اور کار بھی کسی قدر دور تھی۔

اس خاتون نے جس کا نام مسز شیمبونگ ہے کچھ دیر بارش تھمنے کا انتظار کیا۔ مگر بارش مسلسل جاری رہی اور تیز بھی بہت تھی۔ کچھ وقت گزرنے پر مسز شیمبونگ نے اس بات کا اظہار کیا کہ اسے ابھی اپنے خاوند کے ہمراہ قریبی ملک گنی کے سفر پر جانا تھا اور اس کا خاوند گھر پر ہے اور سفر پر روانگی میں دیر ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر نصیر الدین صاحب نے اس عورت کی مجبوری اور بیقراری دیکھ کر پہلے اپنی قمیض اتاری، پھر بوٹ جرابیں اتاریں اور آخر میں پتلون فولڈ کر کے تیز بارش میں کار کی طرف دوڑ گئے اور کار چلا کر ہسپتال کی عمارت کے نزدیک لے آئے۔ یوں مسز شیمبونگ مع بیمار بچہ آسانی سے اور بھیگے بغیر کار میں سوار ہو کر گھر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس طرح اچانک بارش میں بھاگ پڑنے پر یہ عیسائی خاتون بے حد متاثر ہوئیں اور اسے احمدیوں کے گہرے جذبۂ خدمت خلق کے طور پر سراہا اور بے حد شکریہ ادا کیا۔

یہ سب کچھ میری موجودگی میں ہوا اور مجھے ایک درزی کی دوکان پر لکھا برسوں پرانا مقولہ یاد آگیا کہ "عمدہ نمونہ بہترین تبلیغ ہوتا ہے"

محترم ڈاکٹر صاحب نے یہ کام کر کے احمدیوں کے جذبۂ خدمت کی ایک متاثر کرنے والی مثال قائم کی ہے۔

قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے جذبۂ اخلاص و خدمت میں مزید ترقی دے اور انہیں بیمار انسانیت کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرنے کی توفیق دیتا رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

روس میں کسانوں کا شہریوں کے خلاف رویّہ

جب سے صدر گورباچوف کی پریسٹرائیکا کی اصلاحات کا روس میں چرچا ہوا ہے۔ سوویٹ انڈسٹری کے مختلف حلقوں میں تقریباً ۲ سال سے ہڑتالیں ہونے لگی ہیں۔ زرعی شعبہ ابھی تک محفوظ تھا۔ لیکن اب یہ علاقہ بھی ان کی زد میں آچکا ہے۔ اور فارم لیبر کی بے چینی عام دیکھنے میں آتی ہے۔ اب کسانوں کی سٹرائک کمیٹیاں بننے لگی ہیں۔ یہ خبر پراودا نے اپنے حال ہی کے ایک پرچے میں دی ہے۔ پہلے صفحے پر "کسانوں کی بغاوت؟" کی سرخی کے نیچے اس نے رپورٹ کی ہے کہ کوسٹرو مارہ یجن میں جو کہ ماسکو سے شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔ اجتماعی فارم اپنی پیداوار روک لینے کی دھمکی دے رہے ہیں تاکہ وہ اس عمل سے شہروں کے ساتھ سودا بازی کر سکیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں ہمہ وقت ایندھن، مشینری، سپیئر پارٹس کی کمی اور فصل کو برداشت کے وقت مناسب قیمت پر لیبر کی فراہمی جیسے مسائل سے سابقہ رہتا ہے۔ جن کے حل کرنے کے لئے حکومت یا پارٹی کوئی توجہ نہیں دیتے۔

لیونڈ شاملوف جو کہ ایک اجتماعی فارم کے سربراہ ہیں نے اخبار کو بیان دیتے ہوئے اس سے پوچھا کہ آخر ہم کب تک ایسی صورتِ حالات کو برداشت کرتے رہیں گے۔ یہ اب برداشت سے باہر ہو چکی ہے۔ اس نے کہا کہ ہم فارم پر یا کھیتوں کے کام پر سٹرائک نہیں کریں گے۔ لیکن ہم اپنی پیداوار کے خود مالک ہیں۔ یہ ہمارے ہاتھ میں ایک کاری ہتھیار ہے اور وقت آنے پر ہم اس کو ضرور استعمال کریں گے۔ اخبارات میں آئے دن ایسی خبریں آتی رہتی ہیں اور اب تو گورنمنٹ نے بھی ان کی تصدیق کی ہے کہ زراعتی سیکٹر میں ایندھن، ٹرک، ٹریکٹر، فالتو پرزے اور لیبر غرضیکہ فارمنگ سے متعلقہ ہر چیز کی کمی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

یہ صرف ایک کاسٹروما کی ہی کہانی نہیں ہے بلکہ داغستان میں کاراگنڈا اور پیرم جو کہ یورال میں واقع ہے، وہاں بھی لوکل زراعتی لیڈروں نے انہی خیالات کا اظہار کیا۔

ماسکو کے شمال مشرق میں واقع تحوریرن میں ریجنل کونسل نے سخت ایکشن لیا۔ انہوں نے شدت سے اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر شہریوں نے سبزی کے کھیتوں میں ہمارے ساتھ کام نہ کروایا تو وہ خوراک کا ایک گرام بھی ہم سے حاصل نہیں کر سکیں گے۔

اس سے پہلے فیکٹریوں اور دفاتر کی طرف سے خاصی تعداد میں فصل کی برداشت کے وقت سستے ریٹ پر مزدور مہیا کئے جاتے تھے۔ لیکن اس سال شائد گلاس ناسٹ اور پیراسٹرائیکا کے زیرِ اثر حالات مختلف رہے اور ایسا نہ ہو سکا۔

روس کے لوگ کب گلاس ناسٹ اور پیراسٹرائیکا کی برکات سے مستفید ہوں گے یہ تو مستقبل ہی بتائے گا۔ لیکن فی الحال اس کی وجہ سے روس میں ہر طرف افراتفری اور سٹرائیکوں کی بھرمار ہو رہی ہے۔

(DAWN 29-8-90)

روبوٹ سے اگلا مرحلہ

ابھی روبوٹ کا دور پوری طرح مکمل نہیں ہوا ہے کہ سائنس دانوں نے اس سے بھی آگے سوچنا بلکہ سوچ کر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ ریسرچ لیبارٹریز میں ایک نیا سسٹم تیار کیا جا رہا ہے جو دماغی کاموں میں انسانوں کی مدد کیا کرے گا۔ جس طرح روبوٹ مختلف قسم کے کام سرانجام دینے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اسی طرح یہ نیا سسٹم ذہنی کاموں میں مصروفِ عمل ہوگا۔

یہ مشینیں خاص خاص کاموں کے سلسلے میں ماہرانہ مشورہ دینے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ مثلاً کسی خاص بیماری کو کیسے تلاش کیا جائے۔ تیل حاصل کرنے کے لئے کہاں کنواں کھودا جائے، یا کسی کار میں کیا خرابی واقع ہو گئی ہے اسے معلوم کیا جائے، یا یہ مشینیں یہ بھی معلوم کر سکیں گی کہ کسی روبوٹ یا کمپیوٹر میں کیا نقص واقع ہو گیا ہے۔ اس سسٹم کو ایکسپرٹ سسٹم (ES) کا نام دیا گیا ہے۔

ای۔ایس۔ (E.S.) دراصل مصنوعی ذہانت کی اگلی سٹیج ہے جس میں انسان کے (REASONING METHODS) کی نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اے۔ آئی۔ (A.I.) ریسرچ سے ای۔ ایس کے حقیقت بننے کا عمل ایک لمبا اور مشکل عمل تھا۔ یہ ۱۹۶۰ء میں شروع کیا گیا اور مسائل کا ایک عمومی حل بنانے میں ناکامی کے بعد تحقیق نے ایک نیا رخ اختیار کیا جو کہ آخر کار ای۔ایس۔ (E.S.) پر منتج ہوا۔

لیکن E.S. آخر ہے کیا؟

یہ بنیادی طور پر ایک کمپیوٹر پروگرام ہے جس کو یہ استعداد حاصل ہے کہ وہ اپنی موجود معلومات کو ایک ماہر کی طرح استعمال کر سکے۔ اس لحاظ سے ای۔ ایس۔ کا وجود مہارت رکھنے والے انسانوں کی مدد کے لئے ہے۔

ایک نامکمل کیٹیلاگ میں ۱۸۱ ای۔ ایس۔ ریسرچ ڈویلپمنٹ اور استعمال کے مختلف مراحل میں دکھائے گئے ہیں۔ یہ زراعت، کیمسٹری، کمپیوٹر سسٹم، الیکٹرانکس، انجینئرنگ، جیالوجی، انفرمیشن مینجمنٹ، قانون، مینوفیکچرنگ، میتھمیٹکس، میڈیسن، فزکس پراسس کنٹرول اور سپیس ٹیکنالوجی وغیرہ میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

اس وقت موجود بیشتر ای۔ایس۔ امریکہ نے بنائے ہیں۔ امریکہ، جاپان اور مغربی یوروپ سے اس فیلڈ میں بہت آگے نکل چکا ہے۔ یہ سسٹم ان کے مخفف ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ مثلاً مائی سین کے ذریعے متعدی خون کی بیماریوں میں ڈاکٹروں کو تشخیص اور علاج میں مدد مل سکتی ہے۔

ایک اور ماہر کی رائے سے تیل کی تلاش میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ PERPLEX آفس کارکنوں اور پبلک کو پیچیدہ فارم وغیرہ مکمل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

IXMO ایک جرمن سسٹم ہے جو کہ ماس پروڈکشن میں کار کے انجنوں کی آخری چیکنگ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ فرانس میں ایک ای۔ایس بنایا گیا ہے جو کہ کار مکینک کو مختلف خرابیاں ڈھونڈنے میں مدد دیتا ہے۔

لیکن اس ٹیکنالوجی کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں ہیں۔ اور یہ بہت زیادہ مہنگی ہے۔ اس لئے کامیاب تجارتی استعمال ابھی بہت کم ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ بڑی بڑی امریکن کمپنیاں ۱۹۹۳ء تک اس کا پورا اور مکمل استعمال شروع کر دیں گی۔ جب کہ جاپان شاید ۱۹۹۵ء تک اس میں کامیاب ہو جائے۔ جب کہ مغربی یوروپ یہ آسانی شاید ۲۰۰۰ء تک حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔

ایک ریسرچ میں یہ بتایا گیا ہے کہ E.S. لیبر پر بالکل اثر انداز نہ ہوگی۔ یعنی اس کو ہٹانے یا فارغ کرنے میں ممد نہیں ہوگی۔ اگرچہ کچھ ملازمتیں اس کی وجہ سے شائد فالتو ہو جائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ملازمتیں اس کی وجہ سے معرضِ وجود میں بھی آئیں گی جو کہ اسی سسٹم کی ڈویلپمنٹ سیل اور سروس کے سلسلے میں ہوں گی۔

دوسرے ای۔ایس انسانی سپیشلسٹ لوگوں کی جگہ ہرگز نہیں لیں گی۔ یہ معجزے نہیں دکھا سکتیں اور نہ ہی ان کو فیصلے کرنے کی اجازت دی جانی چاہیئے۔ بلکہ ان کو ایڈوائزر اور مددگاروں کی طرح استعمال کیا جانا چاہیئے جو کہ تربیت یافتہ ماہرین کی مدد کریں اور بعض اکتا دینے والے کام ان سے لئے جا سکیں۔

اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تربیت یافتہ کارکنوں اور کلرکس کے لئے تعلیم از حد ضروری ہوگی کیونکہ آخر ای۔ایس۔ غلطی بھی کر سکتا ہے۔ اس میں ٹوٹ پھوٹ ہو سکتی ہے۔ اور یہ کسی نئی پرابلم کو حل نہیں کر سکتا اور اس لئے اس کو چیک کرنے اور ضروریات کے مطابق معین کرنے کیلئے افراد کی ضرورت بہرحال رہے گی۔ (DAWN 27-8-90)

عراق کے حملے سے تیل کا بحران کس قدر پیدا ہوگا؟

عراق کے کویت پر حملے اور اس کے بعد عراق اور کویت کے تیل کی سپلائی بند ہو جانے کے بعد جو سب سے پہلا خطرہ سامنے آیا تھا وہ یہ تھا کہ دنیا بھر میں تیل کی قلت پیدا ہو جائے گی۔ اخباروں میں خبریں شائع ہونی شروع ہوئیں کہ ہفتہ بھر کا تیل کا کوٹا باقی رہ گیا ہے۔ اور یہ تیل کی قلت کا بحران آیا ہی چاہتا ہے۔ لیکن یہ خدشات سرِ دست اتنے بھی حقیقی نہیں ہیں۔

عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) اور ورلڈ بنک دونوں نے امید ظاہر کی ہے کہ دنیا کی اقتصادیات پر عراق کے حملے کے بعد پیدا ہونیوالے تیل کے بحران کی وجہ سے کوئی زیادہ اثر نہیں ہوگا۔ ان کا خیال ہے کہ فوری طور پر تیل کی قیمتوں میں جو ۴۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس سے اقتصادی ترقی پر کچھ نہ کچھ اثر تو پڑے گا اور کچھ نہ کچھ افراطِ زر بھی ضرور بڑھے گا۔ لیکن اسکی وجہ سے امریکہ یا دنیا بھر میں ایک کساد بازاری کی صورت پیدا ہو جائے اسکا امکان بہت کم ہے۔ لیکن حالات کے مزید بگڑ جانے کی صورت میں شائد یہ اندازے اور خوش فہمیاں قائم نہ رہ سکیں۔ کیونکہ جنگ شروع ہو جانے کی صورت میں تیل کی سپلائی میں کمی ہونی لازمی ہے۔ جس صورت میں کسی قسم کی پیشگوئی نہیں کی جا سکتی۔

آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے ماہرین کا پختہ خیال ہے کہ ۱۹۷۰ء کے تیل کے بحران کے مقابلے میں اسوقت دنیا کی

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورنمنٹ کالج لاہور

نوٹس داخلہ

ایم اے/ایم ایس سی پارٹ اول ۹۰ - ۱۹۸۹ء داخلہ کی درخواست کے لئے فارم اور پراسپیکٹس ۹، ستمبر ۱۹۹۰ء سے ۱۵، ستمبر ۱۹۹۰ء تک کالج کے دفتر (شعبہ باٹنی بلاک) سے اوقات کار میں (صبح ۹ بجے سے ایک بجے بعد دوپہر تک) حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

فارم داخل کرنے کی آخری تاریخ ۱۶، ستمبر ۱۹۹۰ء (ایک بجے بعد دوپہر تک) ہے۔ یہ درخواستیں شعبہ باٹنی میں جمع کرائی جائیں۔

تمام اہل امیدواروں کا تحریری امتحان اور انٹرویو مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ہوگا۔

نام مضمون	تحریری امتحان کیلئے تاریخ اور وقت	انٹرویو کیلئے تاریخ اور وقت
۱۔ تاریخ	۲۲، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۲۵، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۲۔ کیمسٹری	۲۳، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۲۹، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۳۔ ریاضی	۲۷، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۴۔ شماریات	۲۳، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۲۷، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۵۔ فزکس	۲۵، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۳۰، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۶۔ نفسیات	۲۶، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۳۰، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۷۔ ذوالوجی	۲۴، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۲۹، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۸۔ معاشیات	۲۹، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۴، اکتوبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۹۔ انگریزی (زبان وادب)	۲۲، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۲۹، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۱۰۔ باٹنی	۲۶ ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۲۹، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۱۱۔ سیاسیات	۲۴، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۲۹، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۱۲۔ فارسی (زبان وادب)	۲۹، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۳، اکتوبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۱۳۔ فلسفہ	۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	۳۰، ستمبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ
۱۴۔ اردو (زبان وادب)	۲۷، ستمبر ۱۹۹۰ء ایک بجے بعد دوپہر	یکم، اکتوبر ۱۹۹۰ء صبح ساڑھے آٹھ

۱۔ وہی امیدوار درخواست دینے کے اہل ہیں جنہوں نے

(الف) بی اے/بی ایس سی کا امتحان پہلے اور دوسرے سالانہ ۱۹۸۸ء اور پہلے اور دوسرے سالانہ ۱۹۸۹ء میں پاس کیا ہو۔

(ب) بی اے/بی ایس سی کے امتحان یا بی اے/بی ایس سی کے اس مضمون جس میں ایم اے/ایم ایس سی کا داخلہ مطلوب ہے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ہو۔

(ج) ۱۶، ستمبر ۱۹۹۰ء کو ان کی عمر ۲۶ سال سے زائد نہ ہو۔

۲۔ کمپارٹمنٹ والے امیدواروں کی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ درخواست پر ایک عدد تازہ فوٹو چسپاں کرنا ضروری ہے۔

۴۔ کھیلوں کی بنیاد پر درخواستیں دفتر سپورٹس میں جمع کرائی ہوں گی۔ درخواست کے ساتھ متعلقہ کھیل میں قابلیت اور امتیاز کے سرٹیفکیٹ اور دو عدد فوٹو بھی منسلک کرنا ہوں گی۔

۵۔ ہر شعبہ میں ایک نشست معذور افراد کیلئے مخصوص ہے۔ ایسے امیدواروں کو چاہیئے کہ اپنی معذوری کا سرٹیفکیٹ درخواست کے ساتھ منسلک کریں نیز درخواست پر سرخ روشنائی سے "معذور امیدوار" (DISABLED CANDIDATE) کے الفاظ تحریر کریں۔

۶۔ امیدواروں کو چاہیئے کہ تحریری امتحان اور انٹرویو کے وقت قومی شناختی کارڈ یا مصدقہ فوٹو گراف ہمراہ لائیں۔

۷۔ منتخب امیدواروں کی فہرست کالج نوٹس بورڈ پر ۸، اکتوبر ۱۹۹۰ء کو لگا دی جائے گی۔

۸۔ واجبات جمع کرانے کی آخری تاریخ ۱۳، اکتوبر ۱۹۹۰ء ہے جو منتخب امیدوار ۱۳، اکتوبر ۱۹۹۰ء تک اپنے واجبات جمع نہیں کرائیں گے داخلے کے حق دار نہیں رہیں گے۔

۹۔ کالج میں ۲۰، اکتوبر ۱۹۹۰ء سے تدریس شروع ہو گی۔

(نظارت تعلیم)

اطلاعات و اعلانات

تقریب شادی

مورخہ ۲۲، جولائی ۹۰ء کو عزیز انور خالد ابن مکرم شیخ منور شمیم صاحب خالد۔ قائد تعلیم۔ مجلس انصاراللہ پاکستان کی شادی ہمراہ عزیزہ ناصرہ اظہر بنت مکرم عبدالشکور صاحب اظہر بخیر و خوبی انجام پائی۔

بارات مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر کی معیت میں شام چھ بجے خالد منزل سے نظام لاج کے لئے روانہ ہوئی۔ روانگی سے قبل مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل نے دعا کرائی۔ "نظام لاج" پہنچنے پر پہلے نکاح کی تقریب مکرم منصور احمد تاثیر صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ پھر مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے خاص اس تقریب کے لئے لکھی ہوئی اپنی دعائیہ نظم ترنم سے پیش کی۔ بعدہٗ مکرم مولانا عبدالباسط صاحب مربی سلسلہ نے عزیزہ انور خالد کا نکاح ہمراہ عزیزہ ناصرہ اظہر مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

اگلے روز مورخہ ۲۳، جولائی ۹۰ء کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر سید احمد علی شاہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔

عزیزم انور خالد، مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد کے پوتے اور حضرت مولوی فضل الدین صاحب وکیل سابق مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کے نواسہ ہیں اور دلہن عزیزہ ناصرہ اظہر حضرت میاں نظام الدین صاحب یکے از احباب حضرت بانی سلسلہ کے فرزند مکرم بشیر احمد صاحب نظام کی نواسی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مثمر بثمرات حسنہ کرے۔

نوٹس داخلہ

انسٹی ٹیوٹ آف سیرامکس گجرات میں سیرامکس (CERAMICS) میں ڈپلومہ کورسز میں داخلے شروع ہیں۔

ایسے طلباء جنہوں نے میٹرک میں سائنس کے مضامین لے رکھے ہوں وہ داخلہ لے سکتے ہیں۔ فارم داخلہ انسٹی ٹیوٹ آف سیرامکس۔ جی۔ٹی روڈ گجرات سے ملتے ہیں۔

فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۰ء رہے۔ ۲۲ ستمبر کو صبح ۹ بجے انٹرویو ہوگا۔

(مہتمم امور طلباء)

جب متکفل اور متولی خدا ہو تو پھر کیا ہی مزہ آتا ہے۔ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

بقیہ: صـ۶ سے آگے

اقتصادیات بہتر طور پر اس بحران سے عہدہ برآ ہونے کی حالت میں ہے ۱۹۷۰ء کے مقابلے میں امریکہ اور جاپان نے انرجی کے بہتر استعمال میں بہت حد تک ترقی کی ہے۔ اور یہی بات ان کی بچت کا باعث ہو گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر حالات مزید خراب نہ ہوئے تو تیل کی قیمت جو اس وقت بڑھ گئی ہے اگلے سال کے نصف تک اس بحران کے پیدا ہونے سے پہلے والی قیمت یعنی ۲۰ ڈالر فی بیرل تک گر جائے گی۔ اگرچہ اس بحران کی وجہ سے اقتصادی ترقی میں کمی واقع ہو گی لیکن ترقی کی یہی کمی تیل کی قیمتوں میں کمی کا باعث بن جائے گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سال کے آخر تک تیل کی قیمت ۲۲ ڈالر فی بیرل ہو جائے گی اور اگلے سال کے پہلے ربع میں ۲۱ ڈالر اور ۱۹۹۱ء کے نصف میں یہ قیمت ۱۸ ڈالر فی بیرل تک پہنچ جائے گی۔

شائد اسی لئے جی۔ ۷ گروپ کے ممبر ملکوں کی فوری میٹنگ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ یوروپین کمیشن کے پریذیڈنٹ جیکوئس ڈیلورس نے اس میٹنگ کے فوری انعقاد کا خیال ظاہر کیا۔ لیکن اس گروپ کے بعض ممبروں نے اسکی افادیت سے انکار کیا اور کہا کہ اگلی ریگولر میٹنگ جو ستمبر کے تیسرے ہفتے میں ہو گی اس تک انتظار کیا جا سکتا ہے۔

(NATION 20-9-90)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فریش گریجویٹ انجینئرز کیلئے انڈسٹریل ٹریننگ سکیم

وزارت پیداوار کی پالیسی کے مطابق پاکستان اسٹیل تھیوریٹیکل معلومات کی اپ گریڈنگ اور اپ ڈیٹنگ کے لئے عملی مہارتیں مہیا کرنے کے لئے اور ایک انٹیگریٹڈ آئرن اینڈ اسٹیل پلانٹ میں پروسیس ایکوپمنٹ، آپریشن، مینٹی نینس، انسٹرومنٹیشن کی سوجھ بوجھ میں ہم آہنگی کے لئے ۱۰۰ تازہ انجینئرنگ گریجویٹس کے لئے انڈسٹریل ٹریننگ اسکیم پیش کرتی ہے۔ اس طرح وہ انڈسٹریل مینجمنٹ کی تکنیک حاصل کرنے، ڈاؤن اسٹریم صنعتوں یا دیگر صنعتوں میں موزوں جابس تلاش کرنے یا اپنا ذاتی کاروبار قائم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ درخواست دہندگان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پرکشش شخصیت، آگے بڑھنے کی صلاحیت، لگن رکھتے ہوں اور صحت مند ہوں۔

جن افراد نے گزشتہ ۱۸ ماہ کے دوران میٹلرجی، میکینکل، الیکٹریکل، الیکٹرونکس، کیمیکل یا انڈسٹریل انجینئرنگ میں فرسٹ کلاس ڈگری کے ساتھ گریجویٹ انجینئرنگ کورسز کی تکمیل کی ہو وہ درخواستیں ارسال کر سکتے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت کسی بھی کارپوریشن میں ٹریننگ مکمل کرنے والے افراد درخواستیں ارسال نہ کریں۔ صوبائی/علاقائی کوٹے کی پالیسی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سلیکشن میرٹ کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

زیادہ سے زیادہ عمر .... ۲۸ سال۔

ٹریننگ

منتخب شدہ انجینئروں کو ایک سال کی مدت کے لئے آئرن اینڈ اسٹیل انڈسٹری کے منتخب شدہ ٹریڈز/اسپیشلٹی میں سے کسی ایک میں ان پلانٹ ٹریننگ دی جائے گی۔ اور ٹریننگ کی تکمیل کے بعد پاکستان اسٹیل میں ملازمت فراہم کرنے کا کوئی معاہدہ یا وعدہ نہیں کیا جائے گا۔ ٹریننگ کی نوعیت، ٹریڈ، مدت اور پلیسمنٹ پاکستان اسٹیل کی قطعی صوابدید پر ہو گا۔

ٹریننگ کا وظیفہ

ٹریننگ کی مدت کے دوران مفت ٹرانسپورٹ اور علاج معالجہ کے علاوہ ٹرینی انجینئرز کو -/۲۰۰۰ روپے (صرف دو ہزار روپے) کا ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔

امیدواران مندرجہ ذیل فارمیٹ کے مطابق اپنی درخواستیں پیش کریں:۔

پاکستان اسٹیل میں ٹریننگ کیلئے درخواست

ٹیکنالوجی .... (میکینکل، الیکٹریکل، الیکٹرونکس، میٹلرجی، کیمیکل اور انڈسٹریل انجینئرنگ)

نام	....	ولدیت	....
تاریخ پیدائش	....	این آئی سی نمبر	....
ڈومیسائل کا مقام	....	مستقل رہائش	....
ڈاک کا پتہ	....	فون	....
مستقل پتہ	....	فون	....

قابلیت	گروپ	ڈویژن/گریڈ	پاس کرنے کا سال
میٹرک	....	....	....
ایف ایس سی/انٹر سائنس	....	....	....
بی ایس سی (انجینئرنگ) بی ای	....	....	....
دیگران	....	....	....

تاریخ .... امیدوار کے دستخط ....

درخواستیں جن کے ساتھ پاسپورٹ سائز تصویر، تعلیمی سرٹیفکیٹس، مارکس شیٹس، ڈومیسائل مستقل رہائش کے سرٹیفکیٹس اور قومی شناختی کارڈ کی مصدقہ نقول منسلک ہوں بذریعہ رجسٹری ڈاک ایس شمس الحسن زیدی انچارج، ان پلانٹ ٹریننگ، ہیومن ریسورس، ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پی او بکس نمبر ۵۴۲۹ پاکستان اسٹیل ذوالفقار آباد کراچی کو پہنچ جائیں۔

سرکاری/خود مختار کارپوریشن میں پہلے سے ملازمت پیشہ درخواست دہندگان محکمانہ توسط سے درخواستیں ارسال کریں۔ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء ہے۔ اس تاریخ کے بعد موصولہ درخواستوں پر توجہ نہیں دی جائے گی۔

(نظارت تعلیم)

خبریں

ملکی خبریں

○ حیدرآباد اور لطیف آباد میں تشدد کی تازہ لہر کے دوسرے روز مزید ایک شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا جسکے باعث مرنے والوں کی تعداد ۶ ہو گئی ہے۔ نامعلوم مسلح افراد نے مختلف علاقوں میں فائرنگ کر کے خوف و ہراس پھیلا دیا جس کے بعد حیدرآباد میں پھر فوج طلب کر لی گئی ہے۔

○ پنجاب حکومت نے تعمیر وطن پروگرام میں ردوبدل کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس پروگرام میں سے ۸۸ کروڑ روپے کی رقم قومی اور صوبائی اسمبلی کے ان امیدواروں کو منصوبوں کے لئے دیئے جائیں گے جن کو آئندہ انتخابات میں اسلامی اتحاد کی جانب سے ٹکٹ ملیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے امیدوار ہر حلقہ کیلئے ۵۰، ۵۰ لاکھ روپے کے منصوبوں کا اعلان کر سکیں گے۔ دریں اثناء ڈسٹرکٹ کونسلوں کو حکومت پنجاب ۴۲ کروڑ روپے فراہم کر چکی ہے۔

○ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو ملک کے مختلف بار روموں میں جا کر وکلاء سے خطاب کریں گی امکان ہے کہ ان کا پہلا خطاب ۱۷ ستمبر کو لاہور ہائی کورٹ کے بار روم میں ہو گا۔

غیر ملکی خبریں

○ فن لینڈ کے دارالحکومت ھلسنکی میں ۹ ستمبر کو امریکی صدر جارج بش اور روسی صدر گورباچوف کے درمیان ملاقات ہوئی جو تین گھنٹے تک جاری رہی اسکے بعد شام کو دوبارہ ملاقات ہوئی جسکے بعد رہنماؤں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا جسمیں بتایا گیا کہ دونوں ملکوں کے راہنماؤں کے درمیان خلیج کے بحران میں عراق کے خلاف اقوام متحدہ کی اقتصادی کارروائیوں کے تمام عناصر میں اتفاق برقرار ہے۔ مسٹر بش نے کہا کہ انہیں خلیجی بحران کے پرامن حل کی امید ہے جبکہ گورباچوف نے کہا کہ تمام بات چیت ایک سیاسی حل کی تلاش پر مرکوز تھی۔ مسٹر بش نے کہا کہ امریکی فوجیں خلیج کے علاقے میں اسوقت تک رہیں گی جب تک انہیں یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ اس علاقے کی سلامتی کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کیا جا چکا ہے۔ صدر گورباچوف نے صدر بش کی اس یقین دہانی کا خیر مقدم کیا کہ امریکہ اتنی ہی مدت خلیج میں اپنی فوج موجود رکھے گا۔ جتنی دیر ضروری ہو گا۔ مسٹر گورباچوف نے اس بات پر زور دیا کہ انہوں نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا کہ اگر عراق نے کویت پر اپنا قبضہ ختم نہیں کیا تو وہ کسی فوجی کارروائی میں حصہ لیں گے۔

کار برائے فروخت

ایک عدد کار: شارمنٹ CHARMANT
ماڈل ۸۵ : ایئر کنڈیشنڈ : نیوی بلیو کلر
فلی لوڈڈ : فوری فروخت : رابطہ کیلئے فون
فیصل آباد ۲۸۹۵۸ : ربوہ ۴۸۵

ہوائی سفر

بیرون ملک ہوائی سفر کے متعلق ہر قسم کی خدمات کے لئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔
نوبل مین ٹریولز
۲۱/۴ بین سوک سنٹر نزد جی پی او اسلام آباد
فون نمبرز ۸۱۸۷۵۷ ۸۲۲۹۳۳

پتہ